روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
CPL 61
جلد 47-82 نمبر 94 | جمعہ 24 ذی الحجہ - 1417ھ 2 ہجرت 1376 ہش 2 مئی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعا بڑی زبردست اثر کرنے والی چیز ہے

میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر کرنے والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں اور مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچالیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے۔ گناہ سے نجات دیتی ہے اور نیکیوں پر استقامت اس کے ذریعہ سے آتی ہے۔ بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دعا پر ایمان ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 205)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا' وہ بخیل ہے۔ اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے' تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔ کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

اگر ایک شخص بھی زندہ طبیعت کا نکل آوے' تو کافی ہے میں یہ بات کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میرے مناسب حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ میں آپ لوگوں کو کہتا ہوں میں' ثواب کی نیت سے کہتا ہوں۔ نہیں! میں اپنے نفس میں انتہا درجہ کا جوش اور درد پاتا ہوں گو وہ وجوہ نامعلوم ہیں کہ کیوں یہ جوش ہے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ میں رک نہیں سکتا۔ اس لئے آپ لوگ ان باتوں کو ایسے آدمی کی وصایا سمجھ کر کہ پھر شاید ملنا نصیب نہ ہو۔ ان پر ایسے کاربند ہوں کہ ایک نمونہ ہو اور ان آدمیوں کو جو ہم سے دور ہیں' اپنے فعل اور قول سے سمجھا دو۔ اگر یہ بات نہیں ہے اور عمل کی ضرورت نہیں ہے' تو پھر مجھے بتلاؤ کہ یہاں آنے سے کیا مطلب ہے۔ میں مخفی تبدیلی نہیں چاہتا۔ نمایاں تبدیلی مطلوب ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 93)

نیکیاں بجالانے کی توفیق محض اللہ کے فضل سے ملتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

انسان فخر اور بڑائی کے عیب میں جب مبتلا ہو جاتا ہے تو بہت سے گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ منجملہ ان کے دوسروں کی عیب چینی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو وہ انسان جو عیب چین ہو اور کسی (صاحب ایمان) کو فتنہ میں ڈالے پسند نہیں ہے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ جو انعامات خدا تعالیٰ بندوں کو دیتا ہے۔ وہ محض اپنے فضل اور احسان سے ہی دیتا ہے۔ دیکھو ایک (عبادت) پڑھنے والے کو (عبادت) پڑھنے کی طاقت کہاں سے ملی۔ ظاہر ہے خدا تعالیٰ سے۔ انسان کی آنکھیں ہیں۔ اس کا دل ہے۔ انگلیاں ہیں۔ غرض جتنے وہ اعضاء ہیں جن کو انسان عبادت میں لگاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور انعام ہیں۔ اس لئے ان کے ذریعہ سے جو نتیجہ برآمد ہوگا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہے۔ اور یہ ایسی ہی بات ہے کہ جس طرح کسی کو کوئی کچھ چیزیں دے اور کہدے کہ تم ہماری ان دی ہوئی چیزوں کو خرچ کرو۔ اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اب جب وہ ان سے فائدہ اٹھائے گا۔ تو اس کا دینے والے پر کوئی احسان نہیں ہوگا۔ بلکہ دینے والے کا اس پر احسان ہوگا۔ اسی طرح انسان جب خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیزوں کو اسی کی راہ میں صرف کرکے انعام حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس انعام کا نام جزاء رکھتا ہے۔ جو کہ اس کا احسان اور محض بندہ نوازی اور اپنے غلاموں کی قدر افزائی ہے کہ اس کا نام جزاء رکھتا ہے۔ کیونکہ ہماری اپنی

باقی صفحہ 7 پر

نکاح و تقریب شادی

○ مکرم حافظ مسرور احمد صاحب مربی سلسلہ حلقہ سرشمیر ضلع فیصل آباد ابن مکرم چوہدری منور احمد صابر صاحب زعیم انصار اللہ گلشن اقبال لاہور کا نکاح مکرمہ عطیۃ المنان صاحبہ بنت مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب اسلام نگر فیصل آباد کے ساتھ مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد نے مورخہ 11- اپریل 1997ء کو بیت الفضل فیصل آباد میں مبلغ -/25000 روپے حق مہر کے عوض پڑھا۔ بعد ازاں تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ مکرمہ عطیۃ المنان صاحبہ مکرم حکیم بشیر احمد صاحب سابق صدر چک 108 چوہدری والا ضلع فیصل آباد کی پوتی ہیں۔ مکرم حافظ مسرور احمد صاحب مکرم چوہدری محمد شریف بھنڈر صاحب سابق صدر جماعت کوٹلی نتھو ملی ضلع سیالکوٹ کے پوتے ہیں اور مکرم مولوی اکبر علی صاحب آف داتا زید کا رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ان کے پڑنانا تھے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خداوند کریم فریقین کے لئے یہ رشتہ بابرکت فرمائے۔

○ عزیزہ شازیہ قیصر صاحبہ بنت مکرم عبدالباسط صاحب قیصر ڈینٹ کلاتھ ہاؤس اوکاڑہ کا نکاح 97-2-21 مکرم نسیم احمد صاحب کاشمیری مربی سلسلہ نے ہمراہ مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم محمود احمد صاحب ربوہ (حال جرمنی) کے ساتھ مبلغ -/15000 جرمن مارک حق مہر پر پڑھا۔ 97-3-31 کو بارات ربوہ سے اوکاڑہ گئی اور تقریب رخصتانہ ناصر حال مصطفیٰ پارک منعقد ہوئی۔ آخر میں مکرم منور احمد صاحب بٹ نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک کرے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم چوہدری انور احمد خان ابن مکرم علی قاسم انصر صاحب (وفات یافتہ) مورخہ 97-4-15 کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے ڈھاکہ بنگلہ دیش میں وفات پا گئے۔ موصوف کی عمر تقریباً 52 برس تھی۔ ان کا جنازہ بمقام نمبر4 بخشی بازار ڈھاکہ ادائے جنازہ کے بعد تدفین عمل میں لائی گئی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے ہیں۔ احباب کرام سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اگر کوئی تقویٰ چاہتا ہے اس کے لئے تدبیر سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

2- ہجرت 1376 ہش   2 - مئی 1997ء

ایمانی اور عملی طاقت کیلئے دعائیں

انسان کی زندگی اس کی ایمانی اور عملی طاقت سے معتبر ہے۔ جو کچھ وہ مانتا ہے اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی کامیابی اس کے عزم کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ یہ دونوں باتیں یعنی ایمانی کیفیت اور عملی طاقت اسے آگے بڑھانے میں ممد و مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ کسی میں کم ہے کسی میں زیادہ۔ جس میں کم ہے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے گویا کہ اس کی کیفیت رینگنے کی سی کیفیت ہے۔ اور جس میں زیادہ ہے وہ بہتر طریق پر تگ و دو کر سکتا ہے اور بھاگتا ہوا نظر آتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایمانی کیفیت اور عملی طاقت کو اگر بڑھانا مقصود ہو تو کس طرح ایسا کیا جائے۔ اس کے متعلق ہمیں بتایا گیا ہے اور یہ بات صد فی صد درست ہے کہ ہمیں دعاؤں سے کام لینا چاہئے دعا ہمیشہ دو طرفہ اثر کرتی ہے۔ ایک تو دل میں عزم پیدا کرتی ہے اور ارادے کو مضبوط سے مضبوط تر بنا دیتی ہے اور دوسرے اپنا ہاتھ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں دینے والی بات ہے کہ وہ جب ہماری باتیں یعنی ہماری دعائیں سنتا ہے اور حالات کی مناسبت کے لحاظ سے انہیں قبول کرتا ہے تو ایمان بھی بڑھتا ہے اور عمل کی طاقت بھی بڑھتی ہے۔

گویا کہ ایمانی کیفیت اور عملی طاقت کو بڑھانے کے لئے دعا کی ضرورت ہے اور جوں جوں ہم دعا کرتے ہیں اور ہمیں اپنی دعائیں قبول ہوتی نظر آتی ہیں ہمارا خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کی طاقتوں پر ایمان بڑھتا ہے اور یہی ہمارے ایمان کی بنیاد ہوتی ہے۔ محض خدا تعالیٰ کے وجود کا اقرار کرنا اس وقت تک کام نہیں آسکتا جب تک ہم اس کی صفات پر غور کرتے ہوئے ان صفات کے مظاہر کو پہچاننے نہ لگ جائیں۔ جب ہم ان مظاہر کو پہچانتے ہیں تو ہمیں ظاہر و باہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدرتوں والا خدا ہے۔ ویسے تو جو کچھ بھی دنیا میں ہو رہا ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کا کرشمہ ہے لیکن اس کی طرف نظر اس لئے نہیں جاتی کہ ہمارا اس سے بلاواسطہ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جب ہم دعا کرتے ہیں تو جس بات کے لئے دعا کی جاتی ہے اس سے ہمارا بلاواسطہ تعلق ہونے کی وجہ سے دعا کے پورا ہو جانے پر ہمیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ واقعی قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے اور وہ ان کا اظہار بھی کرتا ہے۔ ہم مشکلات میں گھرے ہوئے ہوں مصائب ہمارا پیچھا نہ چھوڑتے ہوں اور ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں اور ان سے رہائی پا جائیں تو یقیناً ہمارے ایمان میں اضافہ ہو گا۔ ہمارے یقین کی کیفیت خاصی مضبوط ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ہم نے ایک بات کو ہوتے دیکھا ہے۔ اور اس بات کے ہونے سے پہلے ہم نے اس کے ہونے کے لئے دعا کی ہے۔ جس سے ہم نے دعا کی ہے اس نے ہماری مدد کرتے ہوئے ہمیں مشکلات اور مصائب سے چھڑا دیا ہے۔ اور یہ ایمان ہماری عملی طاقت کے لئے بھی نہایت ضروری ہے۔ جوں جوں انسان کا ایمان بڑھتا ہے اسے عرفان حاصل ہوتا ہے۔ اس کی عملی طاقتوں میں بھی اضافہ ہونے لگتا ہے۔ اس کا ارادہ مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتا ہے۔ اور یوں لگتا ہے کہ اس میں ایک غیبی طاقت آگئی ہے۔ جو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے چلاتی ہے اور جو اس کی رفتار کو تیز سے تیز تر کر دیتی ہے۔

پس سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم دعا کے ذریعے اپنی ایمانی کیفیت کو مضبوط کریں۔ اس کے لئے لازم ہے کہ ہم ہمیشہ دعا کرتے رہیں۔ ہر کام کے لئے ہمارے دل میں دعا کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے اور پھر اس جذبہ کے ساتھ دعا کی جائے کہ ہماری بات کا پورا ہونا یا نہ ہونا کھل کر ہمارے سامنے آئے۔ محسوس طور پر ہم یہ سمجھ سکیں کہ کیا ہوا ہے۔ اور جب ہماری دعائیں قبول ہوں تو خدا تعالیٰ کی طاقتوں پر اور قدرتوں پر ہمارا ایمان بڑھنا چاہئے اور اس طرح ایمان کے بڑھنے سے ہماری عملی طاقت کو بھی بڑھاوا ملنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان میں اگر کسی تبدیلی کے لانے کا خیال پیدا ہو تو اسے سب سے پہلے خدا کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے اسی سے یہ بات مانگنی چاہئے کہ وہ ہم میں تبدیلی پیدا کرے اور ہمارے لئے بہتر زندگی کے سامان مہیا فرمائے۔ ہمارے اعمال کے نتائج خاطر خواہ ہوں اور ہمیں نیکیوں کے میلان کی طرف جلد از جلد بڑھنے کی توفیق ملے۔ اگر ہم انسانی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں جا بجا ایسے واقعات ملیں گے جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی مشکلات اور انسانی مصائب کا خاتمہ دعاؤں کے نتیجہ میں ہوا اور اگر کل یہ بات ہوئی ہے تو آج بھی ہوگی اور آنے والے کل میں بھی ہوگی۔

پس تاریخ کے اس حصے کا مطالعہ بھی ہماری زندگی کو صحیح راستے پر چلانے اور کامیابیوں سے ہمکنار کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے اور جیسا کہ ہم نے کہا ہے ایسے واقعات جو ہماری رہنمائی کریں وہ قدم قدم پر ملتے ہیں اور کسی ایک خطے میں نہیں۔ ساری دنیا میں خدا تعالیٰ ساری دنیا کا خدا ہے ساری دنیا نے اسی سے دعائیں کی ہیں کوئی خطہ ہو کوئی ملک ہو کوئی شہر ہو کوئی قصبہ ہو گاؤں ہو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں لوگوں نے اس کے ساتھ تعلق پیدا کر کے دعاؤں کے ذریعے اپنی مشکلات حل نہ کروالی ہوں۔ پس اگر اوروں نے ایسا کیا ہے اور پہلے زمانہ میں ایسا ہوتا رہا ہے تو ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ آج بھی ایسا ہو سکتا ہے کل بھی ایسا ہو گا۔ الغرض ایمانی کیفیت اور عملی طاقت کو بڑھانے کے لئے دعاؤں میں لگے رہنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ایمانی کیفیت کو بھی بڑھائے۔ اور ہماری عملی طاقت کو بھی مضبوط سے مضبوط تر بنائے۔ اور ہمارے اندر ایسی تبدیلیاں پیدا ہوتی رہیں جو لحہ بہ لحہ اور قدم بہ قدم ہماری زندگی کو بہتر بناتی جائیں۔ اور خدا کے فضل سے ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔

خاتمہ بالخیر کی دعا اس لئے بھی ضروری ہے کہ عام طور پر لوگوں کے دل میں آخری لمحات کی یاد باقی رہتی ہے اور اسی کو پیش نظر رکھ کر لوگ دعا کرتے ہیں کہ پس جہاں ساری زندگی بہتر ہو وہاں خاتمہ بالخیر کی بہت ضرورت ہے۔

آبرو مندی اسی میں ہے کہ چُپ ہو جائیں ہم
کان اور آنکھیں کُھلی رکھتے ہوئے سو جائیں ہم
کون جانے کب کہیں شبخون مارا جائے گا
وقت کی چادر لپیٹے' وقت میں کھو جائیں ہم

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید منصور احمد بشیر مربی سلسلہ

حُسنِ نیت اور اصلاحِ معاشرہ

رسول مقبول ﷺ کا ایک بہت ہی پیارا قول اصلاح معاشرہ کے متعلق اس طرح بیان ہوا ہے۔

"عمل کا مدار نیت پر ہے اور ہر انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے"

یہ قول بہت ہی اہم صداقت ہے۔ خصوصاً جب ہم اسے اصلاح معاشرہ کے تناظر میں دیکھیں۔ اس قول کے مطابق اصلاح معاشرہ کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ معاشرہ کا صحیح مقصد متعین کیا جائے۔ اس حقیقت کو دنیا کے آجکل کے حالات میں زیادہ آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں اس معاشرہ کو ترقی یافتہ اور اصلاح شدہ متصور کیا جاتا ہے کہ جس میں فرد کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہو اور اس پر کسی قسم کی اخلاقی قدغن نہ ہو۔ اگر وہ جھوٹ بولنا چاہے یا عیش و عشرت میں دن رات مشغول رہے یا اس قسم کی کسی اور بے راہ روی کو اپنا مطمح نظر بنائے تو کسی کو اس پر اعتراض کرنے یا اسے سمجھانے کی اجازت نہ دی جائے۔

اس تصور کو عملاً فخر سے اپنایا گیا اور لمبے عرصہ تک اس پر عمل کیا گیا۔ لیکن اس کا نتیجہ آج یہ نکل رہا ہے کہ یہ بزعم خود ترقی یافتہ ممالک اس مادر پدر آزادی کی بدولت اب ایک معاشرتی عذاب میں مبتلا ہیں۔ جنسی آزادی اور نشہ آور ادویات کے استعمال کی وجہ سے عورتیں تو الگ رہیں خود ان کے اپنے بچے بھی محفوظ نہیں۔ کئی معاشرتی برائیوں میں سے یہ محض نمونۃً ایک دو بیان کی گئی ہیں۔ یہ اصول دراصل خود غرضی پر مبنی ہے اور اسی وجہ سے اس کا نتیجہ اس صورت میں انہیں بھگتنا پڑ رہا ہے۔

اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں مندرجہ بالا قول کو ایک راہ نما اصول کے طور پر اپنایا جا سکتا ہے۔ اصلاح معاشرہ کے لئے نیت اور مقصد کی درستی سب سے ضروری ہے۔ صحیح مقصد مقرر کرکے پھر جو عمل اس کے حصول کے لئے کیا جائے گا وہی صحیح راہ کا تعین کرے گا جس سے ایک جنت نظیر معاشرہ وجود میں آئے گا۔ معاشرہ کی اکائی فرد ہے۔ اس لئے منطقی طور پر فرد کی زندگی کا جو مقصد ہے وہی معاشرہ کا ہونا چاہئے دین حق نے فرد اور معاشرہ کا مقصد بتاتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مقصد ایسا ہونا چاہئے کہ جو انسان کو دوسرے حیوانوں سے ممتاز کرکے دکھائے۔ اور یہ مقصد صرف ایک ہی ہے اور ایک ہی ہو سکتا ہے کہ انسان اپنے خالق کی عبادت یعنی محبت کو اپنی زندگی کا مطمح نظر بنائے اور صفات الہیہ کی روشنی میں تمام اعلیٰ اخلاق کو اپنا کر اس عظیم مقصد کو حاصل کرے۔

اس قول کو اگر ہم ایک دفعہ پھر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ عمل کی عظمت نیت کی عظمت پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ جو اس عظیم کائنات کو اس کے عظیم اور دقیق در دقیق قوانین کے مطابق بنانے والا ہے اس سے بالکل بعید ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات کے طور پر پیدا کرکے اس کے لئے یہ مقصد حیات مقرر کرے کہ وہ جانوروں کی طرح بے سوچے سمجھے جو دل میں آئے کرے اور اس طرح کھانے پینے سونے اور جنسی خواہشات کی تکمیل میں ہی زندگی بسر کردے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت جو سب خوشیوں کا سرچشمہ ہے کے حاصل کرنے کے لئے قربانی اصل معیار ہے۔ جبکہ اس کے برخلاف آج کے ترقی یافتہ معاشرہ کے لئے سب سے بڑا اصل ہر قسم کی آزادی یعنی خود غرضی مقرر کیا گیا ہے۔ ہمارا مذہب ہمیں بتاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اپنے مادی فوائد اپنے لئے مختص کرلیں اور ان سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔ ہمیں چاہئے کہ جو ہم اپنے لئے پسند کریں وہیں دوسروں کے لئے کریں اور دوسروں کو دیں۔ مادی وسائل پر انحصار کرنے والے شخص کے لئے آج کی دنیا میں یہ اصول ناقابل عمل ہے کیونکہ ہر شخص ہر چیز کا خواہش مند ہے اور اس کے برخلاف دنیا کی پیداواری صلاحیتیں محدود ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو اس تمام کائنات کا خالق تسلیم کیا جائے گا اور یہ بھی یقین ہو کہ آئندہ بھی اس کی طاقتیں کم نہیں ہوئیں اور اس کی عطا سے ہم آگے دیتے ہیں تو ایسے خیالات کے پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ دراصل ہر چیز ہر آسانی اور ہر سہولت کے جلد از جلد حصول کا جذبہ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو یہ یقین نہیں ہوتا کہ ایک خدا ہے جو ہر وقت اس کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ نہ ہی اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل خوشی اور مسرت مادی چیزوں سے نہیں بلکہ خدا کی محبت سے حاصل ہوتی ہے جس سے مادی خواہشات خود بخود ختم ہو جاتی ہیں اور انسان کم سے کم ضروریات پر اکتفا کی عادت پیدا کرلیتا ہے۔

عملوں کا مدار نیت پر ہے۔ اس قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عمل سے بھی زیادہ اہم چیز نیت یعنی ارادہ ہے۔ اور جو چیز اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے وہ نیت ہی ہے۔ جب انسان اپنی نیت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرلیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے عمل کی توفیق ملتی ہے۔ اور وہ عمل ایسا ہوتا ہے کہ نہ صرف اس کی خوشحالی کا ضامن ہوتا ہے بلکہ اس سے سارے معاشرہ کو خوشی کی ضمانت ملتی ہے۔

پھر یہی قول بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بدلہ ملتا ہے وہ اعمال پر نہیں بلکہ نیتوں پر ملتا ہے۔ معاشرہ میں جب ہر فرد دوسرے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار رہتا ہے تو ظاہر ہے کہ سب کو یہ موقعہ نہیں مل سکتا کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ جب ہر شخص معاشرہ میں لینے کے لئے نہیں بلکہ دینے کے لئے تیار ہو تو چند ایک حقیقی ضرورت مند ہی دوسروں سے مدد لیں گے لیکن اللہ تعالیٰ بدلہ ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق دے گا۔ ایسا معاشرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب برکات کا مورد ہوگا اور ہر فرد بشر خوش ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ دوسروں کی مدد نہیں بھی کرسکا پھر بھی بدلہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہا ہے۔ کلام الٰہی میں کئی ایک مواقع پر بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو ان کے تمام اعمال کا بدلہ ان کے بہترین عمل کے مطابق دے گا۔ اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ چونکہ ان کی نیت پر عمل کے وقت بہترین عمل کی تھی اور صرف مخصوص حالات کی وجہ سے انہیں اپنی خواہش کے مطابق انتہائی قربانی کا موقعہ نہیں ملا اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے عملوں کے مطابق نہیں بلکہ ان کی نیتوں کے مطابق بدلہ دے گا یہ بدلہ آخری دنیا میں ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی ملے گا۔

اوپر ذکر شدہ مقولہ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں عزت اور بڑائی کا اصل بھی نیت کا اخلاص ہی ہے۔ ابتدائی اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ بھی اس کی اچھی طرح وضاحت کرتا ہے۔ نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں ہر شخص کو علم تھا کہ آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کو سب سے زیادہ عزت دیتے اور آپؓ کا مشورہ بھی سب سے زیادہ وزن رکھتا۔ ایک دفعہ آپؐ نے خود ہی فرمایا کہ ابوبکر کو تم پر جو فضیلت حاصل ہے وہ اس لئے نہیں کہ اس کے نیک اعمال تم سے زیادہ ہیں یا وہ زیادہ عبادات بجالاتا ہے یا زیادہ مالی قربانی کرتا ہے یا زیادہ جہاد کرتا ہے بلکہ اس کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔ یعنی اس کی نیت کے عظیم اخلاص کی وجہ سے اسے یہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔

دینی معاشرہ کی اصلاح اور خوشحالی اور ترقی مادی نہیں بلکہ غیر مادی نظریات اور روحانی اصولوں کی مرہون منت ہے۔ اس حقیقت کو بھی اسی قول میں بتایا گیا ہے۔ اعمال جو تم اپنی خوشحالی اور معاشرہ کی خوشی اور ترقی کے لئے سرانجام دو گے وہ نہیں بلکہ ان کے پیچھے جو نیت ہوگی وہ ہی اصل میں موثر ہوگی، اس کے نتیجہ میں تمہیں اس دنیا میں جنتی معاشرہ ملے گا جو اس بات کی ضمانت ہوگا کہ اگلی دنیا میں بھی تمہیں تمہاری نیتوں کے مطابق حقیقی اور ہمیشگی کی جنت ملے گی۔

اس عظیم قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معاشرہ کی حالت سے نیتوں کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ صحیح ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی نیت صحیح ہے لیکن اس کے اعمال کے نتائج برے نکلتے ہیں تو اس سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس کی نیت ہی بد تھی۔ آجکل دنیا میں ہر ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی نیت اور ارادے پاک صاف ہیں لیکن اس کے باوجود ہر ملک میں بشمول ترقی یافتہ ممالک کے معاشرہ کی حالت دگرگوں ہے۔ اگرچہ انہیں زندگی کی تمام سہولتیں حاصل ہیں پھر بھی ان کی سوسائٹی میں عموماً سکون قلب کا فقدان ہے جو آئے دن کی جرائم میں زیادتی اور خودکشیوں وغیرہ کی کثرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ حالت ظاہر کرتی ہے کہ لوگوں کی نیتیں صحیح نہیں ورنہ یہ ناممکن ہے کہ انسان کسی ایک مقصد کے لئے کوشش کرے... نتیجہ اس کے برخلاف نکلے۔

مختصر طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس قول "اعمال کا مدار نیت پر ہے اور انسان کو وہی ملتا ہے جو جس کی وہ نیت کرتا ہے" کو اساس بنا کر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ معاشرہ کی اصلاح کے لئے صحیح مقصد یعنی الٰہی محبت کو سامنے رکھ کر پروگرام بنایا جائے تو وہ یقیناً کامیابی پر منتج ہوگا۔ فرد اور افراد کے مجموعہ یعنی معاشرہ کی اصل خوشی الٰہی محبت کے حصول میں ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو الٰہی محبت کے حصول کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ محبت فرد کو اللہ تعالیٰ کی خاطر دوسروں کے لئے قربانی کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔ جب معاشرہ میں ہر شخص کی نیت اور کوشش یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اپنی ضروریات کو تیاگ کر دوسروں کو خوش کرے تو ایسا معاشرہ یقیناً ایک جنتی معاشرہ ہوگا جس میں نیت کی نیکی کی وجہ سے ہر شخص دوسروں کی خواہشات پورا کرنے کے لئے کوشاں ہوگا۔ اور ایسے لوگ خال خال ہی ملیں گے کہ جو دینا نہیں بلکہ لینا چاہیں گے۔ کسی بھی عقل مند کے نزدیک ایسا معاشرہ ایک آئیڈیل معاشرہ ہوگا۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ اور آپ کے آئمہ کے ذریعہ آج اس کی جھلک جماعت احمدیہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ ہر مخلص احمدی کے گھر اور نفس میں اس کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور مجموعی طور پر تمام جماعت احمدیہ میں ایسا عالمگیر معاشرہ جنم لے رہا ہے۔

○○○

ایک اچھی بات

دعا کا بیج اگنے کے لئے دل کی ایسی زمین چاہتا ہے جسے نرم اور گداز کر دیا گیا ہو۔ جو ایسی کیفیت میں ہو کہ اگر کوئی دوسرا اس کو دیکھے تو اس پر پیار آئے۔

دین کیلئے قربانی کرنے کا تقاضا

○ تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک اہم مطالبہ سادہ زندگی کا ہے اس ضمن میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے فرمایا۔

"جب تک ہماری جماعت اپنے اخراجات پر پابندی عائد نہیں کرلیتی........ اس وقت تک ہم دین کے لئے قربانی کر کس طرح سکتے ہیں" (مطالبات ص 175) دین کے لئے مالی قربانی کی اہلیت بڑھانا وقت کا اہم تقاضا ہے اس لئے سادہ زندگی اختیار کرکے زیادہ سے زیادہ بچت عمل میں لائیں اور تحریک جدید کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق سعید بخشے۔

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے بچوں کی تربیت کا ایک ذریعہ یہ بیان فرمایا تھا کہ بچپن ہی سے ان کی طرف سے چندہ تحریک جدید پیش کیا جائے تاوہ بچپن ہی سے اس صدقہ جاریہ اور مالی تحریک میں شامل ہو کر مستقبل میں احمدیت کے عظیم مجاہد ثابت ہوں دعاؤں کی قبولیت اور صدقہ جاریہ کا باہمی تعلق ہے صدقہ جیساکہ آپ کو معلوم ہے بیشمار بلاؤں کو ٹالنے کا باعث ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسرڈاکٹرپرویزپروازی

قمر اجنالوی

انسانی زندگی کا دستور بھی عجیب ہے۔ انسان اپنے دوستوں بزرگوں عزیزوں سے دور بھی ہو تو ان سے دور نہیں ہوتا ان کی یاد ہمیشہ اس کے ذہن میں موجود رہتی ہے اور ذرا سی آہٹ سے ابھر کر ذہن کی سطح پر آجاتی ہے اسی لئے غالب نے انسان کو ایک محشر خیال قرار دیا ہے۔ وہ اکیلا بھی ہو تو تنہا نہیں ہوتا ہزاروں یادیں اس کے ساتھ ساتھ رہتی ہیں' سینکڑوں خیالات اس کے جلو میں چلتے ہیں۔ غریب الوطنی میں ہو تو اپنے وطن کی یادیں خواہ وہ کیسی ہی تلخ کیوں نہ ہوں اس کے ساتھ رہتی ہیں۔ اسی لئے میں آج کل یاد نگاری میں مصروف ہوں اور اپنے دوستوں بزرگوں عزیزوں شناساؤں حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی یاد کرتا رہتا ہوں جن سے کبھی ذرا سا بھی واسطہ پڑا تھا یا زندگی کے کسی موڑ پر ان کا سامنا ہوا تھا۔

صورت حال یوں ہے کہ کوئی کتاب پڑھتے ہوئے کسی دوست کا ذکر نظر سے گذرتا ہے تو وہ زندہ ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ اس کی باتیں یاد آنے لگتی ہیں اور میں جلدی سے اس دوست کی باتوں کو گرفت میں لینے لگتا ہوں کہ ایسا نہ ہو وقت گزر جائے اور پھر اس دوست کی یاد خدا جانے کب اور کس وقت آئے اور اس وقت لکھنے کا موقع نہ ملے یا خدانخواستہ توفیق ہی نہ ہو! پچھلے دنوں پروفیسر آل احمد سرور صاحب کی خود نوشت سوانح عمری نظر سے گذری تو اپنے دوست اختر احمد اورینوی کا ذکر پڑھ کر ان کے احسانات یاد آگئے اور میں نے فوراً ان کے ذکر خیر میں ایک مضمون الفضل کے لئے لکھ دیا۔ اسی طرح آج اخلاق احمد دہلوی صاحب کی کتاب "میرا بیان" پڑھ کر ایک دوست کی یاد تازہ ہو گئی تو فوراً اس بھولے بسرے دوست کو یاد کرنے بیٹھ گیا ہوں۔ یہ دوست قمر اجنالوی ہیں۔ قمر اجنالوی کے بارہ میں 25 جولائی 1993ء کے الفضل میں میرا ایک مختصر سا مضمون شائع ہوا تھا آج اخلاق احمد دہلوی صاحب کی مہربانی سے پھر اس دوست کو یاد کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست!

قمر اجنالوی، مشہور احمدی صحافی، ناول نگار اور شاعر تھے۔ آپ کا تخصص تاریخی ناول نگاری تھا۔ ان کے ناول "چاہ بابل" "دھرتی کا سفر" اور "مقدس مورتی" بہت مشہور ہوئے۔ اخلاق احمد دہلوی ان کے فن کے بارہ میں لکھتے ہیں "جناب قمر اجنالوی دریا کو کوزے میں بند کرنے کی بجائے کوزے میں سے دریا نکالتے ہیں۔ اور تاریخ کے سینے سے ایسی ایسی داستانیں کشید کرتے ہیں جنہیں ایک دفعہ آپ پڑھنا شروع کر دیں تو ختم کئے بغیر آپ کو چین نہیں آسکتا۔ کم از کم میرا تو یہی حال ان کی ہر تصنیف کے سلسلے میں رہا ہے۔ ان کا تاریخی شاہکار "چاہ بابل" دنیا کی سب سے بڑی داستان عشق اور "مقدس مورتی" مہاتما بدھ کی کرامات اور تعلیم پر ان کی تحقیق اور تخلیق ایسے ہی دو ضخیم ناول میری نظر سے گزرے ہیں۔ بابل اور نینوا کی تہذیب پر ان کا مشہور و معروف ناول "چاہ بابل" پڑھ کر آپ انگریزی کے سب سے رنگین ناول افرودائتی کو بھول جائیں گے اور اسی طرح گوتم بدھ پر اب تک جتنی تحقیق اور تنقید یا توصیف ہوئی ہے اس سب کا نچوڑ مقدس مورتی نام کے ناول میں ایسے والہانہ پیرائے میں بیان ہوا ہے کہ باید و شاید

اصل میں قمر اجنالوی قلم ہی ایسے موضوع پر اٹھاتے ہیں جس میں ڈوب کر اور اس کی تہ میں پہنچ کر یہ آپ کے لئے موتی رول سکیں اور بقول غالب جو "موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا" آپ کے لئے پیش کر دیں۔ جس دیدہ ریزی سے یہ تاریخ کے سینے سے داستانیں کشید کرتے ہیں اس کی ایک اور درخشاں اور تابندہ مثال اب میرے سامنے ہے۔ "لالہ رخ" کے نام سے۔ یہ لالہ رخ ایک مغل شہزادی ہے جو داستان غدر یا جنگ آزادی کی راوی ہے اور اسباب غدر یا جنگ آزادی 1857ء کا پس منظر بیان کرتی ہے اور کیا بیان ہے جسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل خون کے آنسو روتا ہے۔ یہ شہزادی یعنی لالہ رخ زندہ در گور ہے اور دلی کی خاک پا میں ایسی چنگاری جس کے لئے آپ کہیں کہ:

ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

ایک ایسا الاؤ جس میں سے چنگاریاں پھوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں"

"مغلیہ سلطنت کے زوال اور غدر کے اسباب کے ان سے بھی زیادہ عجیب قصے "لالہ رخ" نام کی اس کتاب میں قمر اجنالوی نے بیان کئے ہیں۔ لیکن بہادر شاہ ظفر کی ایک پوتی "لالہ رخ" کی زبانی اور اس پوتی کو یہ مواد اور ذخیرہ ملتا ہے ایک پچانوے سالہ بزرگ سید برہان الدین سے جو اورنگزیب عالمگیر کے بعد طوائف الملوکی اور افراتفری کے نہ صرف چشم دید گواہ ہیں بلکہ اس ساری حکایت خونچکاں کا خود ایک کردار ہیں۔

اصل میں قمر اجنالوی کی تحریر میں وہ گرفت اور موہنی ہے جو آپ کو پکڑ کر بیٹھا لیتی ہے۔ یہ اگر افسانہ لکھیں تو حقیقت کا گماں ہوتا ہے۔ حقیقت تو پھر حقیقت ہے اور تاریخی حقائق بقول ڈاکٹر عندلیب شادانی:

سب واقعات ہیں مگر اللہ رے انقلاب
اب ان پہ ہے گماں کسی رنگیں خواب کا

مگر "رنگینی رومانی" نہیں خون میں انگلیاں ڈبو کر جو تصویریں بنائی جائیں ایسا مرقع ہیں۔ ایک ایک اینٹ اور روڑے کے لئے جیسی جیسی تحقیق و جستجو قمر اجنالوی صاحب نے کی ہے وہ جگر مراد آبادی کے الفاظ میں:

اللہ اگر توفیق نہ دے انساں کے بس کا کام نہیں!

مولانا حالی نے خوب فرمایا تھا۔

لے کے داغ آئے گا سینے پہ بہت اے سیاح
دیکھ اس شہر کے کھنڈروں میں نہ جانا ہرگز

اور وہی جناب قمر اجنالوی کے ساتھ ہوا کہ دلی کے ان کھنڈرات میں اور سالم اور منہدم مقبروں کی چشم تصور سے آپ سیر کراتے ہیں تو آپ کی انگلی پکڑ کر آپ کے ساتھ چلتے ہیں اور کیا دلی کے پرانے روڑے ان واقعات کو بیان کریں گے جیسا یہ بیان کرتے ہیں۔ وجہ یہ اپنے خون دل کی سرخی سے اس سادہ و عجیب داستان کو روشن اور رنگین کرتے چلے جاتے ہیں۔۔ اور ساری حکایات چونچکاں آئینہ کر کے رکھ دیتے ہیں اس طرح کہ آپ کہیں انگلی نہیں رکھ سکتے۔ نہ ان پر انگلی اٹھا سکتے ہیں کیونکہ جناب قمر اجنالوی ایک معتبر محقق اور مورخ ہیں اور آل تیمور کے صحیح قدر دان۔ اس لئے مغلیہ سلطنت کے زوال کا جیسا مرثیہ اپنی معرکتہ الآراء نثر میں رقم کر دیا ہے کیا کوئی نظم میں قلم بند کرے گا اس ساری حکایت سے صرف عبرت ہی حاصل کی جا سکتی ہے" ("میرا بیان" مصنفہ جناب اخلاق احمد دہلوی۔ مکتبہ عالیہ لاہور۔ 147 اور 153)

قمر اجنالوی صاحب سے میرا تعارف تو 1952ء میں ہوا مگر یہاں یورپ والوں نے انہیں اس وقت بھی نہیں جانا جب وہ جرمنی میں آگئے تھے اور وہاں اپنی اولاد کے پاس مقیم تھے۔ ایک بار اخبار احمدیہ جرمنی نے ان کی جوانی کی ایک نظم شائع کی۔ یہ نظم چھپی تو دوست چونکے۔ میرے ایک دو شاگردوں نے ان کے بارہ میں پوچھا میں نے انہیں بتایا کہ بھلے لوگو قمر صاحب کے بارہ میں مجھ سے پوچھتے ہو؟ ہم نے ان کی صحافت کے کارناموں سے متاثر ہو کر قلم پکڑنا سیکھا تھا۔ مگر واقعی جماعت میں ان کا زیادہ چرچا نہ تھا کیونکہ ان کا میدان اور تھا۔ قمر اجنالوی روزنامہ ملت کے ایڈیٹر تھے تو بے دریغ جماعت کے حق میں اداریے لکھا کرتے تھے حالانکہ وہ جماعت کا اخبار نہیں تھا۔ جس نظم کا تذکرہ میں کر رہا ہوں وہ نظم قمر صاحب نے حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں لکھ کر پیش کی تھی اور پھر حضرت صاحب کی موجودگی میں پڑھ کر سنائی تھی۔ اگرچہ اس نظم کا ذکر پہلے کر چکا ہوں پھر ذکر کر رہا ہوں

مرے محبوب! نذر نوجوانی لے کے آیا ہوں
جوانی چیز کیا ہے زندگانی لے کے آیا ہوں
سنا تھا آگ اور پانی کبھی یک جا نہیں ہوتے
مگر میں دل میں آگ آنکھوں میں پانی لے کے آیا ہوں

یہ اشعار قمر صاحب نے حضرت امام جماعت الرابع کی خدمت میں سنائے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب کو وہ موقع یاد ہے جس موقع پر قمر صاحب نے یہ اشعار حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کو سنائے تھے۔ مگر جماعت کے ایسے ایسے مخلصین جماعت کی نئی نسل کی نگاہوں سے اوجھل رہ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مخلصین کے ذکر خیر کو یاد رکھنے کی توفیق دے۔ الفضل والوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسی توفیق دے رہا ہے کہ وہ بزرگوں کے ذکر خیر کو زندہ رکھنے میں خوب مستعدی دکھا رہے ہیں۔ اللہ انہیں جزا دے۔

ناول نگاری کا ذکر شروع ہو گیا تو ایک اور احمدی ناول نگار کا ذکر کر دوں جن کا ناول "دوربین" اپنے زمانہ میں خوب مشہور ہوا تھا۔ یہ تھے سید شفیع دہلوی۔ سید صاحب کا یہ ناول اپنے موضوع کے لحاظ سے انوکھا ناول تھا۔ اب ان کی اولاد سید حسنات احمد اور سید حمید احمد وغیرہ ہم نے کینیڈا سے اس ناول کو دوبارہ شائع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ہر میدان کے مرد میدان عطا فرمائے تھے جو اپنے اپنے میدان میں خدمت میں مصروف رہے۔ احمدی مصنفین نے ناول بھی لکھے تو دوسروں سے اپنی تحقیق و تفتیش کا لوہا منوالیا اور اپنے اپنے میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

○○○

آپ کا خط ملا

مکرمہ احمدی بیگم صاحبہ لاہور سے لکھتی ہیں:۔

مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل ربوہ

الفضل مورخہ 95-9-3 میں میرا مضمون بعنوان "علم پر رشک کا فائدہ اور حسد کا نقصان" شائع ہوا تھا۔ ہر قاری اپنی رائے کا فی محفوظ رکھتا ہے۔ مگر اس مضمون پر کافی عرصہ بعد ایک قاری نے اس کی فوٹو کاپی کروا کے اور اس کے پیرا گراف 2 کی ابتدائی لائینوں پر تنقید کی۔ مگر ایسی کہ اگر براہ راست وہ میری کم علمی یا سہو و نسیان پر اپنی تنقید مجھے بھجواتے انہوں نے میرے عزیز کو فوٹو کاپی کے حاشیہ پر یہ لکھ کر بھجوائی کہ "مسابقت فی الخیر کے مطابق رشک کبھی ناپسندیدہ نہیں سمجھا گیا" اس فوٹو کاپی کے ملنے کے لمبے عرصہ بعد چند روز ہوئے کہ اس عزیز نے مجھے وہ فوٹو کاپی دکھائی لہذا میں نے غور و فکر کے بعد فیروز اللغات سے "رشک" کے معانی و مطالب دیکھے تو اس کے صفحہ 611 پر زیر حروف "ر۔ ش" رشک کے معانی یوں لکھے ہیں "حسد۔ جلن۔ رقابت۔ یہ آرزو کہ جو چیز دوسرے کو حاصل ہے مجھے بھی ہو جائے۔ کسی کے برابر ہونے کی خواہش۔ کسی کے عروج کو دیکھ کر کڑھنا" ان مطالب کی رو سے تو رشک پسندیدہ نہیں ہو سکتا البتہ مضمون کی جن لائینوں پر یہ تنقید کی گئی ہے وہ یہ ہیں "رشک اور حسد کو ہر دور میں اور ہر لحاظ سے ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے صرف اور صرف علم پر رشک کو جائز قرار دیا۔ کیونکہ علم پر رشک انسان کو فائدہ پہنچاتا ہے" چنانچہ میرے نزدیک "رشک" اور مسابقت فی الخیر کے میدان عمل الگ الگ ہیں مسابقت فی الخیر میں مسابقت کی روح نظر آتی ہے یعنی نیکیوں کے میدان میں خواہ وہ کسی قسم کی ہوں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی تعلیم دی گئی ہے جبکہ "رشک میں" صرف برابری کے لئے تگ و دو کا جذبہ کار فرما رہتا ہے اور فیروز اللغات کے مطابق اس جذبہ میں حسد جلن۔ رقابت۔ کڑھن پائے جاتے ہیں۔ مگر

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

ملک سلطان احمد معلم وقف جدید

محترم چوہدری نصیر احمد صاحب

محترم چوہدری ضیاء الحق صاحب امریکہ نے چوہدری نصیر احمد صاحب کا ذکر کیا ہے خاکسار کو بھی چوہدری صاحب کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا اور بعض باتیں جو چوہدری صاحب کی زبانی اور بعض عملی میدان میں دیکھیں لکھ رہا ہوں احمدیت سے پہلے کی زندگی کے بارے میں چوہدری صاحب نے خود بیان کیا کہ اعلیٰ قسم کے سگریٹ ہوٹلوں کے کھانے سینما بینی اور بڑی دیر سے گھر واپس آنا۔ یہ طریق زندگی تھا۔

محترم چوہدری ضیاء الحق صاحب جو آج کل امریکہ تشریف فرما ہیں۔ ان سے تعارف اور تعلقات ہوئے۔ پھر گہرے برادرانہ تعلقات ہو گئے حضرت بانی سلسلہ کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا اس اثناء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جو چوہدری صاحب کی زندگی بدلا گیا۔ محترم چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں 1963ء میں جب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا وصال ہوا تو مجھے تو چوہدری ضیاء الحق صاحب کا فون آیا اس وقت چھاؤنی ایریا میں ان کی کوٹھی تھی وہ بتا رہے تھے کہ ربوہ جا رہے ہیں تو محترم چوہدری نصیر احمد صاحب نے کہا کیا میں بھی آسکتا ہوں؟ چوہدری ضیاء الحق صاحب نے کہا اگر تشریف لا سکیں تو ضرور آئیں فرماتے ہیں میں اپنی کار بھی لے گیا اور خود بھی گیا۔ جب ربوہ پہنچے تو البشریٰ کوٹھی پر تو لائن بغرض زیارت لگی ہوئی تھی چوہدری صاحب بھی اجازت لے کر لائن میں لگ گئے۔ بیان کرتے ہیں۔

جب میں نے زیارت کی تو میرے دل نے گواہی دی کہ ایسے چہرے جھوٹے لوگوں کے نہیں ہوتے پھر تھوڑا عرصہ بعد ہی احمدیت کی سعادت حاصل ہو گئی۔

احمدیت میں شامل ہونے کے بعد آپ میں انقلابی تبدیلی آگئی آپ نے سگریٹ چھوڑ دئے فرض عبادات کے علاوہ آخر شب کی عبادت پر بھی لازمی طور پر کاربند ہو گئے مالی قربانی میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور آپ کی مخالفت بھی بہت زیادہ شروع ہوئی لیکن محترم چوہدری صاحب بڑی سے بڑی مخالفت پر بھی استقامت کی چٹان بنے رہتے۔

آخری حربہ احمدیت سے ہٹانے کا

محترم چوہدری صاحب اپنی والدہ محترمہ کی خدمت اور احترام بہت کرتے آپ کی والدہ محترمہ بہت ضعیف اور بیمار تھیں۔ چوہدری صاحب کار پر سیر وغیرہ اور ہسپتالوں میں بیمار اور غریب مریضوں کی خدمت وغیرہ کے لئے بھی اپنی والدہ صاحبہ کو لے جاتے تمام رشتہ داروں اور عزیزوں نے اتفاق سے چوہدری نصیر احمد صاحب کی والدہ محترمہ کو کہا کہ آپ پوری کوشش کریں تاکہ احمدیت سے ہٹ جائیں یہ آخری حربہ تھا چوہدری صاحب بیان کرتے۔ ایک دن عشاء کے بعد والدہ کی خدمت میں بیٹھا تھا تو باتوں باتوں میں میری والدہ محترمہ نے کہا بیٹا سارا خاندان تمہارے خلاف ہے اور مجھے سارا خاندان کہتا ہے کہ تم سمجھاؤ۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ چوہدری صاحب نے والدہ محترمہ کی خدمت میں ادب سے عرض کیا کہ اے میری پیاری والدہ میں نے پوری تحقیق کے ساتھ کئی سال تک جائزہ لیا۔ اب اس سے پیچھے ہٹنا میرے لئے ہلاکت ہے۔ مجھے مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں اگلے الفاظ جو والدہ صاحبہ کو عرض کیے وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ دو کاروں کی چابیاں اپنے کاروبار کی چابیاں اور کوٹھی جائیداد۔ سب کچھ والدہ کی خدمت میں پیش کر دیا کہ مجھ سے تحریری لکھوالیں یہ سب کچھ میرے عزیز رشتہ داروں کو دے دیں۔ خاکسار ناراضگی میں بطور مزدور کے مزدوری کر لے گا اپنے دو وقت کے کھانے کا انتظام کرے گا خداتعالیٰ ہمیشہ میری مدد کرے گا لیکن میں احمدیت کو چھوڑنے کے لئے ہرگز تیار نہیں اے میری پیاری والدہ دنیا کی ہر بات میں آپ کی فرمانبرداری کرنا میرا فرض اولین لیکن یہ میرے ایمان اور دین کا مسئلہ ہے اس میں کبھی بھی میں آپ کی بات نہیں مان سکتا۔

محترم چوہدری صاحب نے جماعتی خدمات اخلاص اور فدائیت میں بڑی تیزی سے ترقی کی۔ دعوت الی اللہ میں بھی کوشش جاری رکھتے خاکسار کے ساتھ جماعتی کاموں میں بہت تعاون تھا۔

ایک واقعہ عرض کرتا ہوں 1968ء تا 1970ء تک بمقام ہڈیارہ برکی ڈیوٹی تھی۔ ایک دفعہ محترم چوہدری صاحب نے بالکل نئی گاڑی خریدی اور خاکسار کے پاس ہڈیارہ اکیلے پہنچ گئے فرمانے لگے میں نے نئی گاڑی خریدی ہے میں نے سوچا پہلا سفر دعوت الی اللہ کا آپ کے ساتھ کریں خاکسار نے اپنے حلقہ کا دورہ بغرض دعوت الی اللہ بنایا قصبہ جامن جوبارڈر کے قریب بہت بڑا قصبہ ہے وہاں دعوت الی اللہ کے لئے گئے صرف خاکسار اور محترم چوہدری صاحب تھے ایک سولنگ سڑک پر جا رہے تھے اور کار کچھ تیز رفتاری سے چل رہی تھی خاکسار نے چوہدری صاحب کو کہا نئی گاڑی ہے آہستہ چلائیں اس کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے چوہدری صاحب مسکرائے فرمانے لگے واہ ملک صاحب ایک واقف زندگی کے مقابلہ میں گاڑی کی کیا حیثیت ہے تقریباً دن کا اکثر حصہ دعوت الی اللہ اور تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں گذارا۔ عصر کے قریب خاکسار کو ہڈیارہ برکی اتار گئے اور واپس لاہور تشریف لے گئے۔

آپ نے اپنی دوکان کے اوپر ایک کمرہ بنایا۔ عبادت باجماعت اور دارالمطالعہ کا بہت اعلیٰ انتظام کیا اخبار الفضل اور دیگر کتب سلسلہ وہاں رکھی ہوتیں مہمان نوازی کا جذبہ آپ میں بہت اعلیٰ پایا جاتا تھا۔

محترم چوہدری صاحب نے خود سنایا کہ میری دوکان سائنس کے سامان کی ہے سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان آتے ہیں۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے طریق یہ تھا کہ اصل بل سے کچھ زیادہ لکھ دیا وہ لوگ زائد رقم سے نصف رقم چوہدری صاحب کو دے دیتے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمدیت کی نعمت سے نوازا تو وہی بل بناتے جو رقم لینی ہے اس سے زائد ایک روپیہ بھی نہ بناتے چوہدری صاحب فرماتے ہیں میں نے اپنے گاہکوں کو بتا دیا جو ہو گیا خدا مجھے معاف فرمائے اب میں ایسا نہیں کروں گا۔ سکولوں اور کالجوں کے جو سائنس انچارج آتے وہ چوہدری صاحب کو کہتے کہ اس طرح تو آپ کا کاروبار نہیں چل سکے گا چوہدری صاحب فرماتے ہیں خواہ کاروبار چلے یا نہ چلے میں نے اب ایسا کام نہیں کرنا خداتعالیٰ پر کامل توکل اور یقین تھا۔

خاکسار کو حلقہ ہڈیارہ برکی ضلع لاہور میں خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ محترم چوہدری نصیر احمد صاحب کے علاوہ۔ مکرم محترم ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی اور برادرم محترم ملک منور احمد صاحب جاوید لاہور حال نائب ناظر ضیافت لنگرخانہ ان تین بھائیوں نے جماعتی کاموں میں بہت حوصلہ افزائی اور تعاون فرمایا۔ چوہدری نصیر صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی آل اولاد کو بھی محترم چوہدری صاحب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آسٹریلیا میں مکرم محمود احمد صاحب کا انٹرویو

بلیک ٹاؤن۔ آسٹریلیا۔ سے دی بلیک ٹاؤن ایڈووکیٹ ایک جریدہ چھپتا ہے۔ اس کے ایک حالیہ شمارے میں مکرم محمود احمد صاحب مربی انچارج احمدیہ مشن آسٹریلیا کی تصویر شائع ہوئی ہے جس کا کیپشن (Caption) یہ ہے کہ ہمیں آسٹریلیا میں رہائش پذیر ہونے کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور ان کا ایک بیان انٹرویو کی شکل میں گال کیبے ناگ (Giai Kabanagh) نے شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے "باہمی رابطہ ایک مرکزی نقطہ ہے جس کی وجہ سے کوئی انشقاق پیدا نہیں ہوتا۔" متن میں لکھا ہے۔ محمود احمد جو امیر یعنی ایڈمنسٹریٹو آفیسر اور احمدیہ کمیونٹی کے مربی انچارج ہیں اور بلیک ٹاؤن میں رہائش پذیر ہیں انہیں یقین ہے کہ اگر ایک دوسرے کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا جائے تو مختلف لوگ جو اپنی رہائش کے لحاظ سے مختلف پس منظر رکھتے ہیں بہت اچھی طرح ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ آپ کو یہاں آئے پانچ سال ہو گئے ہیں اور اس عرصہ میں وہ اپنے اس خیال کو حقیقت کا روپ دیتے رہے ہیں ہر سال ان کی بیت الحمد میں مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور بانی سلسلہ کا دن بڑے ذوق و شوق سے منایا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر مختلف مذاہب کے لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے جن میں عیسائی اور بدھ مت کے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ مسٹر محمود احمد اس بات کو خوب اچھے طرح سمجھتے ہیں کہ کئی ثقافتوں کے لوگ کس طرح باہم دگر خوش اسلوبی سے رہ سکتے ہیں جہاں تک مذہب کا سوال ہے وہ اپنے حلقے کے مذہبی لوگوں کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ مختلف پس منظر سے تعلق رکھتے ہیں یہاں فجی کے لوگ بھی ہیں بنگلہ دیش کے بھی اور افریقہ کے بھی۔ انہوں نے یہ بات کہی اور اگر دیکھا جائے تو سب کی تعلیم ایک جیسی ہے تمام مذاہب کی بنیادی تعلیم ایک ہی ہے لوگوں کو آپس کے رابطہ میں دلچسپی لے کر ایک دوسرے کے ساتھ اچھی طرح زندگی گزارنی چاہئے۔ ہمیں آسٹریلیا میں رہائش رکھنے میں کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ گزشتہ دنوں بانی سلسلہ کا جلسہ منعقد کیا گیا تو اس وقت انہوں نے لوگوں کو اس بات کی تلقین کی کہ وہ ملکی قانون کی پابندی کریں اور جہاں رہتے ہیں وہاں اپنے ماحول کے لوگوں سے مل جل کر رہیں۔ خاص طور پر ریڈ کراس اپیل اور کلینک ڈے کے متعلق انہوں نے کہا کہ ہم اس میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ اگر مختلف رسوم کی وجہ سے کوئی مشکلات پیش بھی آئیں تو ان کو اپنے اچھے تعلقات کی وجہ سے حل کیا جا سکتا ہے۔ ہم لوگ پانچ دفعہ دن میں عبادت کرتے ہیں اور اس ملک میں ہمیں ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ جمعہ کے دن ہم لوگ اکٹھا ہوتے ہیں اور ایسا کرنے میں ہمیں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ اگرچہ بعض اوقات کچھ مشکل پیش آتی بھی ہے۔ ہم اپنے بچوں کو اپنی ثقافت کی تعلیم دے سکتے ہیں تاکہ لوگ اپنے اپنے رہن سہن کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ مسٹر محمود احمد کے چار بچے ہیں اور چاروں آسٹریلوی سکولوں میں تعلیم کے لئے جاتے ہیں اور وہاں وہ نہایت اچھی طرح تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں پر ہمارے مذہب کے لوگوں نے کلین اپ ڈے کے موقعہ پر بہت اچھا کام کیا۔ چالیس افراد تھے جن میں بچے بھی شامل تھے۔ مسٹر محمود احمد بنگلہ دیش میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے والد محترم کی طرح مربی بننے کو ترجیح دی۔ بلیک ٹاؤن میں وہ اپنے لوگوں کو تعلیم و تربیت دینے کا کام مستعدی سے کر رہے ہیں۔ اگرچہ ان کی بیت الحمد پر منارہ موجود ہے لیکن وہ منارے کے اوپر چڑھ کو لوگوں کو عبادت کے لئے نہیں بلاتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ایک سکول قائم کر دیا جائے اور یہاں کھیلنے کے لئے گراؤنڈ بنا دی جائیں اور اسی طرح اس بیت الحمد کے ساتھ بعض دیگر ضروریات پوری کرنے کے بھی سامان موجود ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آسٹریلیا ایک نہایت خوبصورت اور امن پسند ملک ہے۔ یہاں پر آپس میں کسی قسم کا کوئی مناقشہ نہیں ہے۔ اور ہر شخص اپنی زندگی اپنے رہن سہن کے طریق پر گزار سکتا ہے۔

○○○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

ترکی میں مخلوط حکومت ٹوٹنے کا خطرہ

ترکی میں اسلام پسند وزیراعظم نجم الدین اربکان اور سیکولر مسز تانسو چیلر کی مخلوط حکومت ٹوٹنے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ تانسو چیلر کی پارٹی کے دو وزراء نے استعفے دے دیئے ہیں اور اپنی پارٹی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مخلوط حکومت سے علیحدگی اختیار کر لے۔ پارٹی کی سربراہ وزیر خارجہ مسز تانسو چیلر نے کہا ہے کہ ضروری ہوا تو حکومت سے علیحدگی کا فیصلہ کر لیا جائے گا۔

ترکی میں گزشتہ عام انتخابات کے بعد اسلام پسند رفاہ پارٹی جب سب سے زیادہ نشستیں حاصل کرنے والی پارٹی بن گئی اور اس نے تانسو چیلر کے اشتراک سے مخلوط حکومت بنالی تو عام تاثر یہ تھا کہ نجم الدین اربکان اپنے اسلامی نظریات میں معتدل رہیں گے اور سیکولر نظریات سے زیادہ کھل کر انحراف نہیں کریں گے۔ تانسو چیلر کی پارٹی کی مخلوط حکومت میں شرکت کو گویا اس امر کی ضمانت سمجھا گیا کہ وہ اسلام پسند رفاہ پارٹی کو حدود میں رکھیں گے۔ لیکن مسٹر اربکان نے اپنے اسلامی نظریات کا کھلے عام اظہار کرنا شروع کر دیا۔ جس سے اول روز ہی سے اسلام پسند نظریات اور سیکولر نظریات کے حامل افراد کے درمیان کشیدگی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس ضمن میں نمایاں رد عمل فوج نے دکھایا۔ جن کی تائید صدر سلیمان ڈیمریل نے بھی کی۔ فوج نے باقاعدہ طور پر حکومت کو اس کی اسلام پسندانہ پالیسیوں پر ٹوکا۔ اور آخر کار فوج اور اسلام پسند حکومت کے درمیان ایک سمجھوتہ طے پا گیا جس کے تحت مسٹر نجم الدین اربکان کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ اپنی حکومت میں بعض اہم اقدامات اٹھائیں گے جن کے ذریعے سے فوج کو اس بات کی تسلی دلائی جائے گی کہ سیکولر نظریات سے انحراف نہیں کیا جارہا۔

لیکن فوج کو اب یہ شکایت ہے کہ طے شدہ منصوبے پر عمل نہیں کیا جارہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیکولرزم کے حامیوں اور اسلام پسندوں کے درمیان کشمکش شدت اختیار کر گئی حتیٰ کہ سیکولر پارٹی کے دو وزراء نے حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

وزیراعظم نجم الدین اربکان جو جدید ترکی کے پہلے اسلام پسند لیڈر ہیں پہلے ہی فوج کی طرف سے سخت دباؤ میں ہیں۔ اب اس دباؤ میں سیکولر جماعت کے مستعفی ہونے والے وزراء کے استعفے بھی شامل ہو گئے ہیں۔

ترکی میں نیشنل سیکیورٹی کونسل قائم ہے جو بہت سے اہم اختیارات کی مالک ہے۔ اس کونسل کے اجلاس میں توقع ہے کہ ترکی حکومت کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

مسز تانسو چیلر نے وزیراعظم نجم الدین اربکان کو الٹی میٹم دیا ہے کہ انہوں نے مذہبی سکولوں کے اثر و رسوخ کو کم کرنے کے بارے میں تجویز منظور نہ کی تو مخلوط حکومت ختم کر دی جائے گی۔ یاد رہے کہ وزیراعظم اس تجویز کو مسلسل نظر انداز کر رہے ہیں حالانکہ قومی سلامتی کونسل نے دو ماہ قبل اس کی سفارش کی تھی۔

OOO

روس چین معاہدہ پر امریکہ کی تشویش

جاپان کے وزیراعظم ہاشی موتو کے ساتھ ملاقات کے بعد ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ ان کو روس چین معاہدے پر کوئی تشویش نہیں ہے۔

وائٹ ہاؤس میں ملاقات کے دوران دونوں لیڈروں نے چین اور روس کے درمیان کشیدگی ختم ہونے کو ایک مثبت اقدام قرار دیا۔ صدر کلنٹن کے بیان میں بین السطور جھلکنے والے جذبات سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ کو اس معاہدے سے بڑی تشویش ہے۔ صدر کلنٹن نے روس اور چین کے درمیان ماضی میں تصادم کے واقعات کا حوالہ دیا اور کہا کہ ان کے خیال میں دو ایشیائی طاقتوں کے درمیان بہتر تعلقات قائم ہونے سے امریکہ کو کسی قسم کا خوف نہیں ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں ماسکو معاہدے میں کوئی منفی پہلو نظر نہیں آیا۔ بشرطیکہ اس سے دوسرے ایشیائی ممالک کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو جائے۔

عالمی مبصرین لکھ رہے ہیں حالیہ چین روس معاہدے سے امریکہ کو سخت تشویش ہے۔ کیونکہ اب امریکہ کی سپر طاقت ہونے کی حیثیت کو چیلنج کرنے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور امریکہ کی بالادستی کو چیلنج کرنے والی صورت حال جنم لے رہی ہے اور کل کلاں کسی عالمی مسئلے پر اگر یہ دونوں ممالک مخالف ہو گئے تو امریکہ کا عالمی تھانیدار بننے کا خواب ادھورا رہ جائے گا۔

OOO

امریکہ برما کی مخالفت میں

امریکہ نے کہا ہے کہ وہ جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کی باہمی تنظیم آسیان کو اس بات پر آمادہ کر رہا ہے کہ وہ برما کو رکنیت نہ دیں۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ برما میں انسانی حقوق کی صورت حال اس قدر خراب ہے کہ اسے آسیان کا رکن بننے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

ادھر برما کی فوجی حکومت نے امریکہ کی ان کوششوں کی مذمت کی ہے جو وہ برما کو آسیان کی رکنیت سے روکنے کے لئے کر رہا ہے۔ برما نے ان اقدامات کو برما کے اور آسیان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیا ہے۔

OOO

بقیہ صفحہ 4

بموجب فرمان نبویؐ صرف علم پر رشک کو جائز قرار دیا جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کم علم یا بالکل جاہل اگر کسی کے علم پر رشک کرے گا تو رشک کی یہ حد بندی کہ "جو چیز دوسرے کو حاصل ہے مجھے بھی ہو جائے" تو حصول علم کے ساتھ اس کے اندر جلن رقابت۔ حسد۔ کڑھن کے جذبات ماند پڑ جائیں گے اور یہ بھی عین ممکن ہو سکتا ہے کہ حصول علم کا جذبہ برابری کی حدود سے آگے نکلنے کا خواہش مند ہو جائے اور یہاں مسابقت فی الخیر اس کو سہارا دے کر علم کے میدان میں آگے سے آگے لے جائے اور فرمان نبوی کا مدعا بھی یہی ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کیا اس ساری بحث میں آپ میری راہبری فرما سکتے ہیں؟ ممنون احسان رہوں گی۔

اخبارات میں سے

ڈان گروپ کے موقر ماہنامہ دی ہیرالڈ کے سالانہ نمبر جنوری 97ء میں ایڈیٹر کے نام مکتوب کے کالم میں مندرجہ ذیل خط۔ زیر عنوان "حسنِ نیت کے ساتھ" (In Good Faith) جناب ایم شمیم خالد کی طرف سے شائع کیا گیا۔

"جناب مستنصر حسین تارڑ کا انٹرویو' ہیرالڈ۔ اکتوبر 96ء' دلچسپ مطالعہ کا باعث بنا۔ قابل قدر مصنف نے ایک سوال کے جواب میں جب یہ کہا کہ "میرے پڑھنے والوں میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے عیسائی' سکھ' قادیانی سبھی شامل ہیں...... اور ایک بار مجھے "ٹورازم اور ماؤنٹیرنگ" پر سیمینار کے سلسلہ میں ربوہ مدعو کیا گیا۔ اور جب میں وہاں گیا تو اگلے دن اخبارات میں "علماء کرام" کے ایسے بیان شائع ہوئے جن میں کہا گیا کہ تارڑ قادیانی ہو گئے ہیں۔ اب میں کس طرح ان لوگوں کو یقین دلاؤں کہ میں قادیانی نہیں ہوں""؟

اپنے انٹرویو میں' جناب تارڑ نے جس سیمینار کا ذکر کیا ہے راقم الحروف نے بھی اس میں شرکت کی تھی۔ یہ ایک یادگار' خوشگوار' اور متاثر کرنے والی علمی تقریب تھی جس میں مقامی کے علاوہ' دوسرے شہروں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ' تہذیب و نفاست کے حامل افراد شریک تھے۔ کچھ عرصہ بعد' لاہور کے ایک قومی اردو اخبار میں مستنصر حسین تارڑ صاحب کا انٹرویو پڑھا جس میں آپ سے اسی قسم کا ایک سوال کیا گیا تھا کہ کیوں انہوں نے اب تک کسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار نہیں کی؟ جس کا جواب تارڑ صاحب نے یہ دیا تھا کہ میرے پڑھنے والوں میں جماعت اسلامی کے افراد بھی ہیں اور جماعت احمدیہ کے بھی۔ اور اگر میں کسی سیاسی جماعت میں شامل ہو جاؤں تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ میری کتب پڑھنے والوں / چاہنے والوں کی تعداد کم ہو جائے۔" اس انٹرویو میں بھی تارڑ صاحب نے حیرانگی کا اظہار کیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی ایک بار ربوہ جائے تو اسے قادیانی کہنا شروع کر دیا جائے۔"

اس سلسلہ میں راقم یہ بات جناب تارڑ صاحب کے علم میں لاتا ہے کہ ہمارے علماء کرام' اگر کسی کو یا کسی کے خیالات کو' کسی بھی وجہ سے ناپسند کرنے لگ جائیں اور چاہتے ہیں کہ دوسرے بھی اسے ناپسند کریں تو وہ اس شخص کو قادیانی (یا قادیانی نواز) کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس قسم کے زیر الزام اصحاب میں' پاکستان کے پہلے وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی خاں سے لے کر سابق نگران وزیراعظم جناب معین قریشی صاحب بھی شامل ہیں۔

جناب ایڈیٹر۔ یہاں اس بات کی صراحت ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے مذہبی مخالفین احمدیوں کو "قادیانی" کہہ کر پکارتے ہیں جبکہ احمدی حضرات' قادیانی پکارے جانے کو ہتک آمیز اور ناپسندیدہ فعل سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ آئندہ احمدیوں کے مخالفین کی طرف سے استعمال ہونے والی مذہبی حوالہ کے طور پر یہ اصطلاح اپنے باوقار رسالہ میں شائع یا استعمال نہیں ہونے دیں گے۔" یہ مکتوب لاہور سے لکھا گیا جو' ہیرالڈ کے صفحہ نمبر 13 پر شائع ہوا۔

OOO

انگریزی روزنامہ ڈان کراچی / لاہور شمارہ 26۔ فروری 97ء میں محترمہ شاہدہ شیخ کا خط "متوقع ریلیف" (Expected Relief) کے موضوع پر لکھتی ہیں۔

جمہوریت ہی ایک ایسی طرز حکومت کے طور پر بہتر تصور کی جاتی ہے کہ اس میں عوام الناس کی خواہشات اور احساسات نبض کا سب سے بڑھ کر پاس کیا جاتا ہے۔ اسی لئے جمہوری منتخبہ حکومت سے لوگوں کی توقعات بھی بڑھ جاتی ہیں۔ جب 93ء میں محترمہ بے نظیر صاحبہ نے انتخابات کے بعد حکومت بنائی تو انہوں نے مہنگائی سے پریشان محدود تنخواہ دار طبقہ کو تین دن کی تنخواہ کے برابر مالی امداد (ریلیف) مہیا کرنے کا اعلان کیا تھا۔

اور اب جبکہ جناب محمد نواز شریف نے غیر معمولی اور بے مثال اکثریتی مینڈیٹ کے ساتھ نہ صرف قومی اسمبلی میں بلکہ پنجاب اسمبلی میں بھی زبردست اکثریت حاصل کی ہے لہٰذا اس مثالی صورت حال میں محدود آمدنی والا تنخواہ دار طبقہ جناب وزیراعظم سے توقع رکھتا ہے کہ وہ کم از کم سات دن کی تنخواہ کے برابر' مالی ریلیف کا اعلان کریں۔" یہ خط ربوہ سے تحریر کیا گیا۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے
قارئین سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

(ادارہ)

سوئمنگ پول

○ سوئمنگ پول ربوہ مورخہ 15۔ اپریل 1997ء کو کھل چکا ہے۔ ممبر شپ فارم دفتر سوئمنگ پول سے دستیاب ہیں۔

شمولیت کی خواہش رکھنے والے خدام' اطفال اور انصار ممبر شپ فارم شام 5 بجے سے مغرب تک حاصل کر سکتے ہیں۔

(انچارج سوئمنگ پول ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم سید مبشر شاہ صاحب گارڈن ٹاؤن لاہور کی اہلیہ محترمہ فوزیہ شکیلہ صاحبہ کا اپریشن کامیابی سے ہو گیا ہے لیکن ابھی زخم باقی ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ضروری اعلان

○ مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب گجراتی انسپکٹر روزنامہ الفضل مورخہ 97-5-5 کو ربوہ سے صوبہ سندھ کے لئے برائے توسیع اشاعت الفضل دورہ پر آرہے ہیں احباب سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر)

اعلان دار القضاء

○ (مکرم محمد نواز صاحب بابت ترکہ مکرم فیض احمد صاحب)

مکرم محمد نواز صاحب ولد مکرم عبد الرشید صاحب ملہی ساکن چک نمبر 43 جنوبی ضلع سرگودھا نے درخواست دی ہے کہ میرے دادا مکرم فیض احمد صاحب ملہی قضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ تینوں وفات پا چکے ہیں۔ تاہم ان کے ورثاء کو ان کا قطعہ نمبر 37/3 برقبہ 10 مرلے واقع محلہ دار النصر ربوہ میرے نام منتقل کرنے پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔

1۔ مکرم بشیر احمد صاحب (پسر) وفات یافتہ
ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔
1۔ مکرم بشارت احمد صاحب (پسر)
2۔ مکرم جاوید احمد صاحب (پسر)
3۔ مکرم پرویز احمد صاحب (پسر)
4۔ مکرم امجد احمد صاحب (پسر)
5۔ محترمہ فرزانہ بی بی صاحبہ (دختر)

2۔ مکرم عبد الرشید صاحب (پسر) وفات یافتہ
ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔
1۔ مکرمہ منظور بیگم صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم ریاض احمد صاحب (پسر)
3۔ مکرم شہباز احمد صاحب (پسر)
4۔ مکرم مبشر احمد صاحب (پسر)
5۔ مکرم اعجاز احمد صاحب (پسر)
6۔ مکرم محمد نواز صاحب (پسر)
7۔ مکرمہ پروین بیگم صاحبہ (دختر)

3۔ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ (دختر) وفات یافتہ
ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔
1۔ مکرم ناصر احمد صاحب (پسر)
2۔ مکرم طاہر احمد صاحب (پسر)
3۔ مکرمہ حفیظ بیگم صاحبہ (دختر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

بیوت الحمد منصوبہ

ہمارے پیارے امام نے 1982ء میں اپنے دور امامت کے پہلے سال ہی ایک بابرکت مالی تحریک کا اجراء فرمایا جو "بیوت الحمد منصوبہ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس تحریک یا تبریک کا مقصد غرباء و مساکین و بیوگان اور دیگر مستحقین کو رہائشی سہولت مہیا کرنا ہے۔ احباب کرام نے اس مالی قربانی میں پورے جذبہ اور اخلاص سے شمولیت کی اور گرانقدر رقوم خدمت خلق کے اس عظیم پروگرام میں پیش کیں اور بعض دوست اب تک باقاعدگی سے حسب استطاعت مالی قربانی پیش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بابرکت سکیم سے سینکڑوں مستحقین جزوی یا کلی طور پر رہائش کی سہولت پا کر مستفیض ہو رہے ہیں۔ حضرت صاحب کا یہ جاری کردہ منصوبہ غرباء کے لئے رحمت کی نوید لایا اور بہت سے خاندان اس سکیم کے تحت اپنے گھر اور اپنی چھت کی پناہ میں آکر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس کی محروم اور بے بس مخلوق پر شفقت کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش کریں اور پورے مکان کے اخراجات برداشت کرنے سے لے کر حسب استطاعت اس تحریک میں شمولیت فرمائیں۔ امراء اضلاع صاحبان اور مربیان کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس ضمن میں موثر اور فعال تحریک فرمائیں اور ذی ثروت اور مخیر حضرات سے خود بھی رابطہ فرمائیں اور مرکز کو بھی ان کے پتہ جات ارسال فرمائیں تاکہ ان سے براہ راست بھی رابطہ کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سعی مشکور بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(سیکرٹری بیوت الحمد)

کفالت یتامیٰ

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کا ایک یقینی ذریعہ

ا۔ جنوری 1991ء میں ہمارے پیارے آقا نے جوبلی منصوبہ کے تحت کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی جس میں مخلصین نے نہایت بشاشت کے ساتھ حصہ لیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے 300 گھرانوں کے قریباً 100 مستحق یتامیٰ کی بطریق احسن کفالت کی جا رہی ہے۔

اس مبارک تحریک میں کوئی بھی دوست حسب حیثیت رقم مقرر کر کے کسی بھی وقت شامل ہو سکتے ہیں۔ اس وقت مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپے سے ایک ہزار روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں اور اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں۔

یاد رہے کہ یتامیٰ کی کفالت کرنے والوں کے لئے بروز قیامت عظیم الشان شفاعت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

اب جبکہ اس مبارک تحریک میں آغاز سے حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی مستقل طور پر محفوظ کئے جا رہے ہیں سب احباب جماعت کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ۔

(ا) اگر وہ اس مبارک تحریک کی ابتداء سے حصہ نہیں لے سکے تھے اور بعد میں کسی وقت اس کی طرف توجہ یا توفیق ہوئی تو ایسے احباب کے لئے اب بھی گنجائش موجود ہے کہ وہ تحریک کے آغاز جنوری 1991ء سے قربانی کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں اور جتنا عرصہ جنوری 1991ء سے بنے اس کی ادائیگی یکمشت کر سکتے ہیں تاکہ اس تحریک کے آغاز سے قربانی کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہو سکیں۔

(ب) جو دوست ابھی تک اس تحریک میں شمولیت کی سعادت نہیں پا سکے ان سے اولاً گزارش ہے کہ اس نیک اور بابرکت تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق شرکت فرماویں۔ نیز یہ کہ ایسے نئے شامل ہونے والے احباب کے لئے بھی جنوری 1991ء سے اپنی قربانی کا آغاز کرنے کی گنجائش موجود ہے تاکہ وہ بھی ابتداء سے ہی اجر کے مستحق ٹھہریں۔

ج۔ نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم، اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دار الضیافت ربوہ)

احسان کا بدلہ

اگر زندگی کے کسی شعبے میں بھی کسی شخص نے آپ کی اس طرح مدد کی ہے کہ آپ اس کے ممنون احسان ہیں تو ہمیں وہ واقعہ تفصیل سے لکھ کر بھیجئے۔ اور اگر آپ نے اس واقعہ کے بعد کبھی کوئی ایسی بات کی ہے جسے اس شخص پر احسان کے زمرے میں لایا جا سکتا ہو تو وہ بھی ضرور لکھئے۔

مقصد ہمارا یہ ہے کہ ایسے واقعات پڑھ کر اخلاق کے اس شعبے کو بڑھاوا ملے اور نہ صرف ہم ایک دوسرے کی اس طرح مدد کرنے کے درپے رہیں کہ اسے احسان بھی کہا جا سکے بلکہ جس کی مدد کی جائے وہ ممنونیت کے اظہار پر اپنے آپ کو مجبور پائے اور جیسا کہ کہا جاتا ہے احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات ضرور کرنی چاہئے کہ دوسرے شخص پر احسان کا رنگ اسے دیا جا سکے۔ ہم آپ کے ایسے واقعات کو شائع کر کے احسان اور ممنونیت احسان کے جذبے کو وسیع سے وسیع تر کرنا چاہتے ہیں۔ ہر واقعہ حقیقت پر مبنی ہونا چاہئے اور اس میں کسی قسم کے مبالغے کو داخل نہ کیا جائے۔

(ادارہ)

بقیہ صفحہ 1

تو کوئی چیز نہیں۔ ہر ایک چیز اسی کی دی ہوئی ہے۔

غرض جس قدر نیکیاں ہیں۔ وہ سب در حقیقت خدا تعالیٰ کا احسان ہیں۔ انسان کی ہنرمندی کا ان میں کچھ بھی دخل نہیں لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ ان کا نام جزا رکھتا ہے۔ جو صرف قدر افزائی اور مزید احسان کرنے کے لئے ہے۔

بعض لوگوں کا بعض پر کسی قسم کا حق ہوتا ہے۔ جس کے لینے کے وہ اس لئے حقدار ہوتے ہیں کہ انہوں نے فی الواقعہ اُن کا کوئی کام کیا ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ جو انسان کے کاموں کا اجر دیتا ہے۔ وہ اس لئے نہیں دیتا۔ کہ انسان اس کا کوئی کام کرتا ہے۔ بلکہ وہ صرف اس لئے انسان کا حق کہلاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اوپر اس کو مقرر کر لیا ہے۔ اور خود اس کا نام حق رکھ دیا ہے۔ ورنہ بندہ کا خدا تعالیٰ پر کیا حق ہے۔ اگر کوئی انسان فرائض بھی ادا کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا کوئی کام نہیں کرتا کیونکہ وہ سب طاقتیں جن کے ذریعہ فرائض کو پورا کرتا ہے انسان کو خدا ہی کی دی ہوئی ہیں۔ پس فرائض کے ادا کرنے میں جو اجر خدا تعالیٰ دیتا ہے اگرچہ وہ اس کا نام جزاء رکھتا ہے لیکن در اصل وہ بھی اس کا احسان اور انعام ہی ہے۔

(از خطبہ 16 مارچ 1917ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 30 - اپریل-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 21 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 28 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ سلامتی کونسل ختم کرنے کا فیصلہ جلد ہو گا۔ یہ ادارہ اپنی افادیت کھو بیٹھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پارلیمانی نظام کامیابی سے چل رہا ہے۔ سیاسی بحران آیا تو عوام کے پاس جائیں گے۔ مارشل لاء کا کوئی امکان نہیں۔ انہوں نے ایک اخبار کو انٹرویو میں کہا کہ موثر احتساب' فرقہ واریت کے خاتمہ اور امن وامان کی بحالی کے لئے آئینی پیکیج لائیں گے۔ وزیراعظم نے کہا کہ پریس کے بعض حصے مثبت کردار ادا نہیں کر رہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح خود کریں۔ عدلیہ اپنی حفاظت کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ کسی کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ احتساب کی زد میں کوئی حکومتی ہمدرد بھی آیا تو نہیں چھوڑیں گے۔ موجودہ حکومتی مشینری احتساب نہیں کر سکتی۔ انتقامی کارروائی نہیں ہو گی کیونکہ ہم اس میں نہیں پڑنا چاہتے۔ پہلے بڑی کالی بھیڑوں کا احتساب کرنا چاہتے ہیں پھر دوسروں کا نمبر آئے گا۔ بدعنوان افراد کو عبرت کا نشان بنانا چاہتے ہیں۔ تباہ کن صورت حال کی بہتری کے لئے انقلابی اقدامات کی بنیاد ڈال دی ہے۔ ٹیکس اکٹھے کرنے اور دوسرے حکومتی اداروں کے لئے فرض شناس اور دیانتدار افراد کو زیادہ تنخواہیں اور مراعات دیکر بھی لائیں گے۔ 1947ء سے پہلے کی سوچ رکھنے والے ٹیکنو کریٹس کی ہمیں ضرورت نہیں۔

○ صوبہ سرحد کے علاقے میں بٹ گرام میں ناقص آٹے کی فراہمی اور اسسٹنٹ کمشنر کی مبینہ لوٹ مار کے خلاف علاقے میں زبردست ہنگامے شروع ہو گئے۔ مظاہرین نے ایک فلور مل نذر آتش کر دی' اور سرکاری عمارتوں پر حملے کئے۔ فائرنگ سے 2۔ افراد ہلاک اور 9۔ زخمی ہو گئے۔ مظاہرین نے اوگی روڈ بلاک کر کے کس پل تباہ کر دیا۔ شاہراہ قراقرم کو رکاوٹیں کھڑی کر کے بند کر دیا گیا۔ سب جیل بٹ گرام' تھانہ بٹ گرام سمیت متعدد سرکاری عمارتوں اور اے سی کی عدالت پر فائرنگ کی گئی۔ فلور ملز سے ہزاروں بوری آٹا بھی لوٹ لیا گیا۔ مظاہرین پتھراؤ کرتے ہوئے اے سی کی عدالت تک گئے۔ رہائش گاہ سے ہوائی فائرنگ پر لوگ مشتعل ہو گئے۔ اے سی کا دفتر تباہ کر دیا گیا۔ فلور ملز سے لاکھوں روپے کی نقدی 'ٹی وی' وی سی آر' ڈش انٹینا' ٹیلی فون سیٹ' ڈیپ فریزر اور فرنیچر لوٹ لیا۔ ملز میں کھڑے ٹرک اور ڈبل ڈور ڈاٹسن پک اپ کو نذر آتش کر دیا۔

○ صدر لغاری نے جو چین کے دو روزہ دورے پر ہیں۔ چین کے صدر سے مسئلہ کشمیر اور افغان مسئلہ سمیت علاقائی اور عالمی امور پر اہم مذاکرات کئے۔ دونوں سربراہوں نے نصف گھنٹہ تک علیحدگی میں مذاکرات کئے۔ چینی صدر نے روس چین سمجھوتے کی تفصیلات بیان کیں۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ فرقہ پرست ٹھیک نہ ہوئے تو سخت کارروائی ہو گی۔ اسلام کے نام پر آپس میں لڑنے والوں کے درمیان صلح کی کوشش کی جائے گی۔ اگر یہ نہ سدھرے تو پھر اللہ کا حکم نافذ کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

○ موقر ہفت روزہ ٹائم نے لکھا ہے کہ پاکستان اور بھارت دونوں کے وزرائے اعظم پنجابی ہیں۔ دونوں اپنی مادری زبان روانی سے بول سکتے ہیں۔ اس سے پہلے 1986ء میں جب ایک بار بھارت کی وسیع جنگی مشقوں کے سبب پاک بھارت جنگ کا خطرہ پیدا ہوا تھا تو پاک بھارت حکام کے درمیان کامیاب مذاکرات ہوئے تھے۔ دونوں اطراف کے حکام پنجابی تھے بات چیت کا آغاز پنجابی میں ہوا اور پنجابی ہی میں جاری رہا۔ ٹائم نے اس واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ اس بار بھی پنجابی زبان کام دکھا سکتی ہے۔

○ لاہور میں دہشت گردی کی ایک واردات میں پونچھ روڈ سمن آباد کے ہومیو ڈاکٹر کو قتل کر دیا گیا۔ انہوں نے جعفریہ ہومیو کلینک کے نام سے اپنا مطب قائم کر رکھا تھا۔ مقتول کے بھائی کا کہنا ہے کہ ہمارا کسی مذہبی تنظیم سے تعلق نہیں۔ ڈاکٹر علی افضل شمسی کی عمر 75 سال تھی۔

○ اوکاڑہ کے ایک شیعہ نوجوان کو بھائی پھیرو میں دو دہشت گردوں نے قتل کر دیا۔ مقتول ثقلین شاہ معروف شیعہ رہنما کا پوتا تھا۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری جب چین روانہ ہونے کے لئے ائرپورٹ پہنچے تو وفاقی کابینہ اور نہ ہی حکومت کا کوئی اور نمائندہ وہاں موجود تھا۔

○ بھارتی صوبہ بہار کے وزیراعلیٰ نے پولیس کی ہڑتال کے جواب میں احتجاجی تحریک کی دھمکی دے دی ہے۔ نیم فوجی دستے بہار بھیجنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ گجرال کی نومولود وزارت عظمیٰ کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہیں۔

○ غریبوں کو آٹے کی مفت فراہمی کے لئے 15 مئی سے فوڈ سٹمپ سکیم شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں گوجرانوالہ' ملتان اور جھنگ میں ایک لاکھ افراد کو ماہانہ 150 روپے کے حساب سے فوڈ سٹمپ دیئے جائیں گے۔

○ مسٹر آصف علی زرداری گردن میں کالر پہنے چھڑی کے سہارے عدالت میں پیشی پر پہنچے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے ان کی صحت کے لئے دو کالے بکروں کا صدقہ دیا۔

○ لاہور میں ڈاکے کی ایک واردات میں ڈیفنس میں ملازمین کو باندھ کر لاکھوں روپے کی نقدی زیورات اور دوسرا قیمتی سامان لے گئے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے احتساب بنچ نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے سسر حاکم علی زرداری کی ضمانت قبل از گرفتاری منظور کرلی۔

○ اٹارنی جنرل آف پاکستان چوہدری فاروق نے کہا ہے کہ عدلیہ اور انتظامیہ میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی سازش ناکام بنا دی جائے گی انہوں نے کہا کہ میں نے ججوں کے بارے میں کوئی توہین آمیز بات نہیں کی حکومت عدلیہ کے کام میں مداخلت نہیں کرے گی۔

○ وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے بتایا ہے کہ زرمبادلہ کے ذخائر ایک ارب ڈالر تک پہنچ چکے ہیں۔ مالیاتی امور میں مشکلات ہیں۔ پاکستان کو نادہندہ قرار دیئے جانے کا خطرہ ہے اگرچہ فوری امکان نہیں۔ تجارتی خسارہ 3۔ ارب ڈالر ہے۔

○ ہائی کورٹ نے انٹیلی جنس بیورو کے 1800۔ برطرف شدہ ملازمین کو بحال کرنے سے انکار کرتے ہوئے انہیں کہا ہے کہ وہ سروسز ٹریبونل میں جائیں۔

○ کراچی میں فائرنگ اور دہشت گردی کے واقعہ میں دفتر میں گھس کر ڈرائیور کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ کورنگی میں متحارب گروپوں کے درمیان پھر فائرنگ ہوتی رہی۔

○ پیپلز پارٹی کے مرکزی جنرل سیکرٹری چوہدری احمد مختار نے کہا ہے کہ اتفاق گروپ اپنے قرضے ایڈجسٹ کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے سارے بینک دیوالیہ ہو جائیں گے۔

○ دو سابق صوبائی وزراء سعید ظفر پڈھیار اور رانا افضل نے اپنی گرفتاری کی تردید کر دی ہے۔ تاہم کہا ہے کہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

○ پیپلز پارٹی پنجاب نے اپنے ایک اجلاس میں کہا ہے کہ ملک کو پھر بے نظیر بھٹو کی قیادت کی ضرورت ہے۔ پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر راؤ اقبال نے کہا کہ پارٹی کا گراف بہت گر گیا ہے۔ مگر بے نظیر قصوروار نہیں ہیں۔

○ بھارت نے بنگلہ دیش کی سرحد کے ساتھ ساتھ 630 کلومیٹر پر خاردار تار لگا دی ہے۔ اس کا مقصد سرحد پار سے دہشت گردوں کی آمد کو روکنا ہے۔

○ پاک بحریہ کے مستعفی ہونے والے سربراہ ایڈمرل منصور الحق نے کہا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ جنگ میں کبھی شکست نہیں کھائی۔ وقت پر حقیقت ظاہر کر دے گا کہ مجھے سخت دباؤ اور بے ادبی کے ساتھ رخصت ہونا پڑا۔

○ اٹارنی جنرل چوہدری فاروق کی طرف منسوب اس مبینہ بیان پر کہ جج کمروں میں بیٹھے رہتے ہیں' ان کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی پر غور کیا جا رہا ہے۔ ججوں نے اس پر شدید ردعمل ظاہر کیا ہے۔

○ پنجاب بھر میں مساوی ضلعی برآمدگی ٹیکس لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

ضروری اعلان

○ مکرم چوہدری محمد شریف (ر) سٹیشن ماسٹر حال انسپکٹر الفضل مورخہ 97-5-5 کو ربوہ سے کراچی شہر کے لئے برائے توسیع اشاعت الفضل دورہ پر آرہے ہیں۔ احباب سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر)

فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز
فون 213158

خوشخبری نصرت جہاں اکیڈمی کی تمام کتب اور کاپیاں دستیاب ہیں۔
رعایتی نرخوں پر حاصل کرنے کیلئے تشریف لائیں
نوبل سٹیشنری سنٹر اقصیٰ روڈ ربوہ

"ایک آواز دنیا کے کناروں تک"
پروفیسر میاں محمد افضل کی کتاب ان کے مخصوص انداز میں لکھی ہوئی۔ علمی مضامین۔ انشائیے ایک شمع فروزاں اور اس کے پروانے۔ تاریخ احمدیت کے سنگ ہائے میل۔ روشنی کے مینار اور گلہائے رنگا رنگ۔ سب آپ کی پسندیدگی کے طالب
262 صفحے قیمت /50 + محصول ڈاک /6 روپے
انور کلیم 28/ب فیروز پور روڈ
لاہور - 54600

خوشخبری
برقعوں کی جدید ورائٹی پر سیل شروع ہے
ڈبل جارجٹ نمبر 1 کوالٹی گارنٹی کے ساتھ
صرف /350 ریڈی میڈ /500
• تائیوان /325 ریڈی میڈ /475
• کلیوں والا A لائن کوٹ برقعہ /525
یہ پیشکش محدود مدت کیلئے ہے
باجوہ کلاتھ سٹورز گولبازار ربوہ
فون: 568